ابن الحنفیہؒ

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب استاذ ادبیات عربی۔ دہلی یونیورسٹی)

(۲)

مدینہ کے باغیوں کو سزا دے کر شامی فوجیں مکہ روانہ ہوئیں، وہاں ابن زبیرؓ تیار بیٹھے تھے، مکہ کا محاصرہ ستّر دن تک غیر فیصلہ کن جنگ ہوئی تھی کہ یزید کے انتقال کی خبر آئی، شامی فوجوں نے لڑائی بند کردی م لوٹ گئیں۔ ابن زبیرؓ نے اپنی خلافت کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔ یزید کے انتقال کے تین ماہ تک اس کا عاویہ خلیفہ رہا، اس کے انتقال کے بعد مروان نے خلافت سنبھالی اور ۶۵ھ میں ان کے صاحبزادے لک خلیفہ ہوئے۔

۶۴ھ سے ۷۳ھ تک کا زمانہ فتنہ اور ابتلاء کا زمانہ کہلاتا ہے، اس میں اسلامی حکومت کی وحدت ئی تھی اور مسلمان تین طبقوں میں بٹ گئے تھے، ایک طبقہ ابن زبیرؓ کا وفادار تھا، دوسرا خلیفہ دمشق کا یسرا مختار بن أبی عُبید ثقفی کا جس نے ۶۵ھ میں کوفہ میں شیعی حکومت قائم کرلی تھی۔ مختار ۶۷ھ تک تدار رہا، ابن زبیرؓ کا خاتمہ ۷۳ھ میں ہوا۔ اس فتنہ کے زمانہ میں ابن الحنفیہ مکمل طور پر غیر جانب دار رہے ہوں نے نہ ابن زبیرؓ کی بیعت کی، نہ خلیفہ دمشق کی، اور نہ مختار کا ساتھ دیا۔ ۷۳ھ میں جب ابن زبیر مارے اور عبد الملک کا کوئی حریف باقی نہ رہا اور ساری اسلامی دنیا پھر ایک جھنڈے تلے آگئی تب ابن الحنفیہ نے خوشی خوشی عبد الملک کی بیعت کرلی۔

ابن الحنفیہ کے مختار بن أبی عُبید سے تعلقات

مختار صحابی أبو عُبید کا لڑکا تھا، یہ وہی ابو عبید ہیں جن کو ۱۳ھ میں عمر فاروقؓ نے فارسیوں سے

لڑنے بھیجا تھا اور جو کوفہ کے قریب جنگ جسر میں مارے گئے تھے۔ مختار کی عمر اس وقت تیرہ چودہ برس کی تھی۔ والد کے بعد چچا کے ساتھ رہا اور غالباً فتوحاتِ عراق میں بھی شریک ہوا۔ حضرت علیؓ کے عہد میں جب اس کے چچا مدائن کے گورنر ہوئے تو یہ ان کے ساتھ تھا، کوفہ میں گھر بنا لیا تھا اور کوفہ کے باہر بھی جائداد تھی، حضرت علیؓ کے بعد اس نے کوفہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی، اور اس کا شمار وہاں کے معزز لوگوں میں ہوتا تھا۔ مختار وہاں کی حزبی سیاست اور شورش پسند میلانات کا خوب تجربہ رکھتا تھا، آدمی لائق، بڑا چرب زبان اور رعب دار تھا، حکومت و سیادت کی آرزو دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی، کوفہ کی آبادی میں تین طرح کے لوگ تھے: اہلِ بیتِ علیؓ کے عقیدت مند جن کا رسوخ و اقتدار ان کے بعد جاتا رہا تھا اور جو اس کی بازیافت کے لئے وقتاً فوقتاً انقلاب برپا کرتے رہتے تھے (۲) بنو امیہ کے وفادار اور تیسرا طبقہ موالی اور غلاموں پر مشتمل تھا جو ہر اس تحریک کو لبیک کہتے جس سے انھیں اجتماعی عزت اور اقتصادی فراغبالی کی امید ہوتی۔ مختار نے موالی، غلاموں اور اہل بیت کے عقیدت مندوں کو اپنے مقاصد کا آلۂ کار بنانے کی ٹھانی۔ حضرت حسینؓ کی مہم خلافت سے تعاون کے الزام میں گرفتار ہوا (۶۰ھ) اور قید کر دیا گیا، عبداللہ بن عمرؓ اس کے بہنوئی تھے، انھوں نے یزید سے سفارش کی تو رہا ہو کر مکہ آیا۔ وہاں ابن زبیرؓ نے اس کی آؤ بھگت کی۔ پھر اپنے وطن طائف چلا گیا، ایک سال وہاں بیٹھ کر منصوبے بناتا رہا، پھر مکہ آیا اور ابن زبیرؓ کی اس شرط پر بیعت کرنے کو تیار ہوا کہ وہ اس کے مشورہ سے ہر کام کریں گے اور جب یزید کے خلاف کامیاب ہوں گے تو اس کو عراق کی گورنری دیں گے۔ ابن زبیر نے بادلِ ناخواستہ شرط مان لی، اس وقت خارجی حالات کا دباؤ ان پر سخت تھا۔ ابن زبیرؓ کی شامی فوجوں سے لڑائی میں مختار نہایت جرأت اور بے جگری سے لڑا اور ابن زبیرؓ پر اپنی نیک نیتی کا سکہ بٹھا دیا۔ دورانِ جنگ میں یزید کا انتقال ہو گیا اور اس کی فوجیں شام لوٹ گئیں۔ ابن زبیرؓ رسمی طور پر خلیفہ ہو گئے۔ مختار نے پانچ ماہ تک انتظار کیا کہ ابن زبیر اپنا وعدہ پورا کریں اور اس کو کوئی بڑا عہدہ دیں لیکن ایسا نہ ہوا۔ ابن زبیر سے اس کا دل کھٹا ہو گیا اور اس نے ابن الحنفیہ کی طرف رجوع کیا۔ ابن الحنفیہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے بعد خاندانِ علیؓ کے چشم و چراغ تھے، ان کی آڑ لے کر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا تھا۔

وہ ابن الحنفیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں کوفہ جا رہا ہوں، وہاں حسین کا انتقام لوں گا اور آپ کے لئے حکومت حاصل کروں گا، ابن الحنفیہ ہر اُس کام سے دور بھاگتے جس میں خونریزی یا مسلمانوں میں تفرقہ پڑنے کا احتمال ہوتا، چنانچہ انھوں نے کہا: یہ تو بلاشبہہ میری خواہش ہے کہ خدا ہماری مدد کرے اور ہمارا خون بہانے والوں کو تباہ کرے، لیکن میں جنگ یا خونریزی کی اجازت نہیں دیتا، بس خدا ہمارے لئے منصف کافی ہے، وہی ہماری مدد کرے گا، وہی ہمارا حق دلائے گا، وہی ہمارا انتقام لے گا۔ (أنساب الاشراف بلاذری، طبع فلسطین ۱۹۳۶ء ۵/۲۱۸)

یزید کے انتقال اور ابن زبیرؓ کے اعلانِ خلافت سے اہلِ کوفہ کے حزبی میلانات میں اُبال آگیا، اس وقت وہاں چار جماعتیں تھیں: (۱) ابن زبیر کے وفادار (۲) بنوامیہ کے ہوا خواہ جنھوں نے بظاہر ابن زبیر کو خلیفہ مان لیا تھا لیکن دل میں ان کی طرف سے شک اور عدم اعتماد تھا (۳) شیعے جو شام پر دھاوا بولنے کے لئے ہنگامہ خیز تیاریوں میں مصروف تھے اور ابن زبیر کی حکومت سے تعاون نہیں کر رہے تھے۔ (۴) موالی اور غلام جو بظاہر اپنے آقاؤں کے ساتھ تھے لیکن دل سے ہر اس تحریک میں حصہ لینے کو تیار تھے جو ان کی اجتماعی پستی اور معاشی بدحالی دور کرنے کی ضامن ہوتی۔ ابن زبیرؓ کے پہلے گورنر کوفہ اور حاکم خراج دونوں سخت ناکام رہے۔ ان کے بعد بغاوتِ مدینہ کے سرغنہ ابن مُطیع گورنر ہو کر آئے۔ نرم اور بردبار آدمی تھے، کوفہ جیسے شہر میں جہاں وفاداریاں بٹی ہوئی تھیں، مذہبی لیڈروں کی گرفت سخت تھی، اور حزبی میلانات کا دھارا تند و تیز تھا، وہ حالات پر قابو نہ پا سکے، شورید ہسر عناصر پھلنے پھولنے لگے۔ اگرچہ مختار ابن زبیر سے بددل ہو گیا تھا، لیکن وہ کھل کر نہ تو ان سے روٹھا، نہ ان کی بیعت توڑی، اس نے ابن زبیر سے کوفہ جانے کی اجازت مانگی، وہاں اس کا گھر تھا، اسے رسوخ حاصل تھا اور اس کی بات سنی جاتی تھی، اس نے کہا کہ میں وہاں کے الجھے حالات سلجھانے میں آپ کے حاکم کی مدد کروں گا اور کوشش کروں گا کہ سب لوگ آپ کے وفادار بن جائیں، پھر ان کی ایک بڑی فوج لے کر شام پر چڑھائی کروں گا۔ ابن زبیرؓ نے کوفہ جانے کی اجازت دے دی۔ (دیکھئے أنساب الاشراف بلاذری طبع فلسطین ۵/۲۶۱-۲۷۲، مروج الذہب مسعودی مصر ۲/۷۷)

کوفہ پہنچ کر مختار نے ابن مطیع پر ظاہر کیا کہ وہ ان کا معاون اور ابن زبیر کا وفادار ہے، شیعوں پر ظاہر کیا کہ وہ ابن الحنفیہ کا نمائندہ ہے، جو ان کی مدد سے حکومت حاصل کرنے کی مہم پر مامور کیا گیا ہے، اس نے یہ بھی کہا کہ مجھے ابن الحنفیہ نے ایک ہدایت نامہ دیا ہے جس کے بموجب حکومت کی جدوجہد میں مجھے عمل کرنا ہے۔ ابن الحنفیہ کو اس نے وصی بن وصی اور مہدی بن مہدی کے لقب دیے اور ان کے فضل و تقوی کی خوب سراہا۔ بڑی چالاکی اور احتیاط سے اس نے مہم چلائی۔ شیعی فوج در فوج اس کی تحریک میں داخل ہو گئے۔ ان میں غلاموں اور موالی کی تعداد بہت تھی۔ چند ماہ میں ان کی قوت اتنی بڑھ گئی کہ ابن مطیع کو کوفہ چھوڑ کر بھاگنا پڑا اور کوفہ پر مختار کا قبضہ ہو گیا (۶۶ھ) مختار کی فتح شیعوں کی فتح تھی۔ شیعوں نے ان سب لوگوں سے انتقام لیا جو حضرت حسینؓ کی مخالفت یا جنگ میں پیش پیش رہے تھے۔ کچھ عرصہ بعد مختار نے ابن زیاد کو شکست دی جو خلیفہ دمشق کی طرف سے اس کی حکومت الٹنے آ رہا تھا۔ مختار نے اس کا سر ابن الحنفیہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ خوش ہوں اور اس کی تعریف کریں، لیکن وہ نہ تو خوش ہوئے، نہ مختار کی تعریف کی [illegible] کے نام سے تبلیغ کر رہے تھے۔ اس کے برخلاف وہ مختار کی شعبدہ بازیوں سے [illegible] باتوں سے بھی ناراض تھے جو مختار نے ان کی طرف منسوب کی تھیں، یعنی ان کو [illegible] کو ان کا امیر بنا کر اپنی کارروائی اور پالیسی کو ان کی طرف منسوب کرنا۔ (دیکھئے طبقات د/۷۳)

اس ضمن میں ابن الحنفیہ کی سلامت روی اور ذہنی اعتدال کی دو مثالیں اور سنئے:

کوفہ میں جب مختار کی قوت بڑھی اور بڑی تعداد میں شیعی اس کی تحریک میں شامل ہونے لگے تو ان کا ایک وفد تحقیق حال کے لئے مکہ جا کر ابن الحنفیہ سے ملا اور مختار کی سرگرمیوں [illegible] ان کی تصدیق چاہی۔ ابن الحنفیہ نے کہا: جیسا کہ آپ واقف ہیں ہم زمانوں میں صبر کے گلے [illegible] میری یہ خواہش ضرور ہے کہ خدا جس کے ذریعہ چاہے ہمارا انتقام لے، لیکن میں نہیں چاہتا کہ ایک مسلمان تک کی جان ناحق لے کر دنیا کی حکومت حاصل کروں، لہذا آپ لوگ افترا پردازوں سے بچتے رہیے اور خیال رکھئے کہ کہیں آپ کی روح یا آپ کا دین ان کے دھوکوں سے غارت ہو جائے۔ (طبقات ابن سعد د/۷۳)

مختار کی شعبدہ بازیوں میں سے ایک شعبدہ بازی یہ تھی کہ وہ حضرت علیؓ کو غیب دان سمجھتا تھا، اس سے

نہیں بلکہ شیعوں کے دماغ میں ان کی مافوق الانسان حیثیت کا رعب قائم کرنے اور اس طرح ان کی وفاداری کا اظہار کرنے کے لئے۔ اس نے ایک کرسی حاصل کی جس پر حضرت علی بیٹھا کرتے تھے، اور یہ مشہور کیا کہ اس میں حضرت علی کا علم غیب سرایت کر گیا ہے، بہت جلد یہ کرسی ایک ادارہ بن گئی جس سے ہر اہم کام میں برکت طلب کی جاتی تھی، ابن الحنفیہ کی مدد کے لئے کوفہ سے جو شیعی آئے تھے انھوں نے ایک قدم آگے بڑھ کر ابن الحنفیہ کو بھی غیب دان سمجھنا شروع کیا تھا، ابن الحنفیہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے ان لوگوں کو ڈانٹا ڈپٹا اور ایسے غیر معتدل اعتقاد کی مذمت کی اور کہا: "ہم صرف اسی علم کے وارث ہوئے ہیں جو قرآن میں پیش کیا گیا ہے۔" (طبقات ابن سعد، ۵/۷۷)

ابن الحنفیہ کے ابن زبیرؓ سے تعلقات

ابن زبیرؓ نے جب مدینہ میں یزید کے خلاف بغاوت کی تحریک اٹھائی تو ابن الحنفیہ اس سے الگ رہے، پھر شامی فوجیں جب مدینہ کے قریب آ پہنچیں تو وہ شہر چھوڑ کر مکہ چلے گئے اور ابن عباسؓ (رچیا) کے ساتھ ٹھہرے جو پہلے سے وہاں مقیم تھے۔ امیر معاویہؓ کی وفات اور یزید کی تاج پوشی کے بعد ابن زبیرؓ مکہ میں اپنی مہم خلافت چلانے آ گئے تھے اور رات دن خانہ کعبہ میں عبادت کیا کرتے تھے۔ یزید کے انتقال پر تو انھوں نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا ... ابن عباسؓ اور ابن الحنفیہ سے بیعت لینا چاہی، لیکن انھوں نے کہا ہم اس وقت بیعت کریں گے جب سارے اسلامی صوبے اور کل مسلمان آپ کو خلیفہ مان لیں گے۔ ابن زبیرؓ خفا ہو گئے اور وقتاً فوقتاً ان کو ڈرایا دھمکایا کرتے تھے۔ ۶۵ھ میں جب مختار نے ابن الحنفیہ کے مامور کی حیثیت سے کوفہ میں حکومت قائم کی تو ابن زبیرؓ کو سخت تشویش ہوئی کہ کہیں ابن الحنفیہ خلافت میں ان کے حریف نہ بن جائیں، اس لئے انھوں نے گرفت سخت کی اور بیعت کرنے پر اصرار کیا۔ ابن الحنفیہ اپنے موقف سے نہیں ہٹے۔ ابن زبیرؓ نے دھمکی دی کہ اگر تم بیعت نہیں کرو گے تو میں تمھیں اور تمھارے خاندان کو جلا دوں گا۔ ساتھ ہی انھوں نے ابن الحنفیہ اور ان کے کنبہ اور متعلقین کو مکہ سے باہر ایک گھاٹی میں جس کا نام شعب علی تھا نظر بند کر دیا اور اس کی ناکہ بندی کرا دی؛ کسی کو ان کے پاس جانے کی اجازت نہ تھی البتہ وہ خود نکل سکتے تھے

اس موقع پر ابن الحنفیہؒ نے ابن عباسؓ سے جو طائف چلے گئے تھے[1] مشورہ لیا، ان کی رائے ہوئی کہ اس وقت تک بیعت نہ کی جائے جب تک مکہ اور دمشق کے دو حریفوں میں سے کوئی ایک سارے مسلمانوں کا خلیفہ نہ ہو جائے۔ ابن الحنفیہ پریشان تھے کہیں ابن زبیر آگ میں جلانے کی دھمکی پوری نہ کر دکھائیں، اس لئے ان کا ارادہ ہوا کہ کوفہ جا کر بنا دلیں۔ مختار کو اس ارادہ کی خبر ہوئی تو وہ ڈرا کہیں ان کے آنے سے بھانڈا نہ پھوٹ جائے اور اس کی شعبدہ بازیوں کا پول نہ کھل جائے' لہذا اس نے ایک تقریر کی جس میں کہا کہ مہدی کی علامت یہ ہے کہ وہ کوفہ آئیں گے اور ایک شخص بازار میں ان پر تلوار کا وار کرے گا لیکن ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ تقریر کے یہ الفاظ ابن الحنفیہ کو سنائے گئے تو انھوں نے کوفہ جانے کا ارادہ چھوڑ دیا۔ چند مشیروں کی رائے ہوئی کہ کوفہ کے شیعوں کو مدد کے لئے بلایا جائے۔ ابن الحنفیہ نے مدد کے لئے لکھا۔ مختار نے چار ہزار ہوا خواہانِ اہلِ بیت کی ایک فوج بھیجی جن کے پاس آہنی ہتھیاروں کی جگہ ڈنڈے تھے۔ ان کی مدد سے ابن الحنفیہ شعب علی کی نظر بندی سے نکل کر منیٰ کے میدان میں فروکش ہوئے۔ کوفہ کی یہ فوج کئی برس ابن الحنفیہ کے ساتھ رہی۔ (طبقات ۵/۴۳)

۶۸ھ میں مختار کا قصہ پاک ہوا اور عراق کی وسیع عمل داری میں ابن زبیرؓ کی خلافت تسلیم کرلی گئی تو انھوں نے ابن الحنفیہ کو رام کرنے کی پھر کوشش کی۔ ان کے بھائی عُروہ یہ پیغام لیکر آئے: امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں بغیر بیعت لئے تمھیں نہیں چھوڑوں گا' یا دوبارہ قید کر دوں گا۔ خدا نے اس کذاب (مختار) کو ٹھکانے لگا دیا جس کی مدد پر تم پھولے ہوئے تھے۔ سارے عراق کے مسلمانوں نے میری بیعت کرلی ہے' تم بھی کرو ورنہ سمجھ لو میری تم سے لڑائی ہوگی۔" ابن الحنفیہ نے جواب میں پہلے تو ابن زبیر کی بے مروتی، ناحق شناسی، اور فریب خوردگی دنیا کا شکوہ کیا پھر بولے: بخدا میں نے مختار کو نہ داعی بنا کر بھیجا تھا نہ ناصر بنا کر، بلکہ حق تو یہ ہے کہ مختار میری نسبت تمھارے بھائی کا زیادہ مقرب اور وفادار تھا' اگر وہ کذاب تھا تو تمھارے بھائی یہ سب جانتے ہوئے عرصہ تک اس کو مقرب بنائے رہے' اور اگر وہ کذاب تھا، تب بھی تمھارے بھائی کو اس کا بہتر علم ہوگا' میرے دل میں مخالفت اور لڑائی کا داعیہ نہیں ہے' اگر ہوتا تو میں تمھارے بھائی کے قرب میں نہ رہتا، اور اس کے پاس چلا جاتا جو مجھے بلا رہا ہے'

[1] ابن زبیر نے ان کو مکہ سے نکال دیا تھا۔ تاریخ یعقوبی ۲/۲۱۲ ابن حنفیہ کا خط ابن عباس کے نام۔

ہنے اس کی دبانے والے) دعوت رد کردی۔ بخدا تمھارے بھائی کا ایک بڑا حریف بھی موجود ہے (عبدالملک)
ن کی طرح خلافت کا طالب ہے اور دونوں دنیا کے لئے لڑ رہے ہیں، زیادہ دیر نہیں جب عبدالملک تمھارے
ن کی گردن دبائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ عبدالملک کا قرب تمھارے بھائی کے قرب سے بہتر ہے، عبدالملک
مجھے بلایا ہے اور جو کچھ اس کے امکان میں ہے میرے لئے کرنے کو تیار ہے"، عُروہ نے کہا پھر دیر کیا
یوں نہیں چلے جاتے؟ ابن الحنفیہ: استخارہ کر رہا ہوں"، عروہ ابن الحنفیہ کی نیک نیتی سے متاثر
ر اٹھے اور بھائی کو ساری گفتگو سنائی اور سفارش کی کہ ابن الحنفیہ کے خلاف کوئی کارروائی
ریں عبدالملک کے پاس شام جانے دیں اور دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ ابن زبیرؓ نے عروہ کا مشورہ
ان لیا" (طبقات۔ ۵/۷۸)

ابن الحنفیہ کے عبدالملک سے تعلقات

عبدالملک دانش مند خلیفہ تھے۔ مسلمانوں کی اجتماعی سالمیت ان کو دل سے عزیز تھی قتل
قتال سے جہاں تک ممکن ہوتا بچتے، فتنوں اور مخالفتوں کو وہ اکثر تالیف قلب اور معافی سے فرو
کر دیتے۔ اوپر بیان ہوا کہ ابن زبیر نے ابن الحنفیہ کو مکہ سے باہر نکال دیا تھا اور شعب علی میں نظر بند
کر دیا تھا۔ عبدالملک کو اس کی خبر ہوئی تو انھیں افسوس ہوا، اس موقع کو انھوں نے ابن الحنفیہ
کی تالیف قلب اور اظہار ہمدردی کے لئے بہت مناسب سمجھا، شاید وہ اپنے موقف سے ہٹ جائیں
اور ان کی بیعت کر لیں، چنانچہ انھوں نے ایک مراسلہ لکھا جس کے متعلق ہمارا راوی کہتا ہے کہ اگر
وہ اپنے بچوں اور بھائیوں کو لکھتے تو اس سے زیادہ مہر و محبت کا اظہار نہ کرتے۔ خط کا مضمون تھا:
مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن زبیرؓ نے تمھیں نظر بند کر دیا ہے، پدری رشتہ توڑ ڈالا ہے، اور تمھاری
حق تلفی کی ہے، تاکہ تم مجبور ہو کر ان کی بیعت کر لو۔ تم نے اپنے دین کی سلامتی کے لئے یہی راستہ
مناسب سمجھا، تم اپنے بھلے برے کو زیادہ بہتر سمجھتے ہو۔ میں اس خط میں تمھیں شام آنے کی دعوت
دیتا ہوں، شام میں جہاں چاہو قیام کر سکتے ہو، میں تمھاری قدر و منزلت کروں گا، تمھارے

ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آؤں گا، اور تمہارے رتبہ کا پورا لحاظ رکھوں گا۔" ابن الحنفیہ نے شام جانے کا فیصلہ کر لیا، کئی ہزار آدمی ان کے ساتھ تھے۔ (کوفہ سے آئی فوج اور خود ان کے غلام اور موالی) بحر قلزم کے شہر ایلہ پہنچے تو یہ جگہ اتنی بھائی کہ سب نے یہیں قیام کا ارادہ کر لیا، ایلہ کے گورنر اور عوام نے ابن الحنفیہ کی بڑی آؤ بھگت اور خاطر تواضع کی، ان کی عمدہ سیرت سے لوگ اتنے متاثر ہوئے کہ وہ مرجع خاص و عام بن گئے۔ (باقی)

سہ ماہی

اسلامک تھاٹ (انگریزی)

اسلامک ریسرچ سرکل کا یہ ترجمان آٹھ سال سے اسلامی علمی کام کی دعوت دینے کا کام انجام دے رہا ہے۔ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی مقالات اور مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطۂ نظر سے مذاکرات سامنے لانے کے علاوہ اس نے مختلف علوم جدیدہ میں اسلامی علمی تحقیق کی راہیں نکالی ہیں۔ معاشیات، سیاسیات، فلسفہ، اخلاقیات وغیرہ میں اسلامی تحقیق کے لئے خطوط تجویز کئے ہیں۔

اس شمارہ میں

ملت اسلامیہ کا مشن ——— مولانا صدر الدین اصلاحی

مسکویہ کا نظریۂ اجتماعیت ——— محمد عبد الحق ایم، اے' علیگ

اسلامی نظام معیشت میں اجرتیں ——— عبد المجید قریشی، صدر لیبر ویلفیئر کمیٹی پاکستان

اسلام میں زمین کی ملکیت ——— مولانا شاہ محمد رشاد · افغانستان

ان مقالات کے علاوہ ہر شمارہ کی طرح اس شمارہ میں بھی تنقیدی نوٹ، خطوط بنام مدیر اور کتابوں پر تبصرہ ہے۔ اسی شمارہ میں اسلامک ریسرچ سرکل کا دستور بھی شائع کیا جا رہا ہے۔ سفید کاغذ، صفحات ۴۴ ستھری چھپائی۔ دیدہ زیب ٹائٹل۔ قیمت فی شمارہ ۱۲؍ چندہ سالانہ ۵؍۔ ترسیلِ زر اور مراسلت کا پتہ:۔ رابعہ منزل' بدر باغ، علی گڈھ۔ پاکستان میں:۔ خالد احمد صدیقی' ۲۸ جوبرجی پارک۔ لاہور۔